نمبر ۸۲ | مورخہ ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۳۰ر شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔ حضور نے ۷۔ جنوری کو روزہ رکھا۔ حضور کے ارشاد کے ماتحت اکثر اصحاب نے بھی روزہ رکھا۔ اور اپنے اپنے طور پر سلسلہ کی ضروریات کے لئے مالی قربانی کرنے والوں کے لئے دُعاء کی ؛

نظارت تعلیم و تربیت نے اب کے بھی رمضان المبارک میں سارے قرآن کریم کا درس دینے کا انتظام کیا ہے۔ یہ درس مختلف اصحاب ایک ایک حصہ کا دیں گے۔ بیرونی اصحاب کو بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے ؛

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی حالت بفضل خدا رو بصحت ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ چند یوم تک صحتیاب ہو جائیں گے۔ الحمد للہ ؛

رمضان المبارک کے روزے اور ان کے متعلق احکام

اسلامی عبادات دو قسم کی ہیں۔ ایک مالی اور دوسری بدنی۔ بدنی عبادات میں سے ایک روزہ ہے ؛

زمانہ جاہلیت میں بھی روزہ رکھنے کا رواج تھا۔ اور اسی رواج کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور پُر نور کے بعد بھی لوگ روزہ رکھتے رہے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ماہ رمضان میں اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روزے رکھنے کا اعلان فرما دیا۔ اور تمام مسلمانوں کے لئے یہ فرض قرار دے دیا گیا۔ کہ وہ ایک ماہ کے روزے رمضان میں رکھا کریں۔ اور باقی ایام میں اگر چاہیں۔ تو روزہ رکھ لیا کریں۔ ورنہ ضروری اور فرض نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ قریش زمانہ جاہلیت میں یوم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب تک رمضان کے روزے فرض قرار دیئے گئے تھے۔ مگر جب رمضان کے روزے فرض ٹھہرائے گئے۔ تو آپ نے فرمایا جس کی مرضی ہو۔ اس دن روزہ رکھ لیا کرے۔ (بخاری)

روزہ رکھنے میں حکمت

ہمارا خدا حکیم خدا ہے۔ اس کا کوئی حکم ایسا نہیں۔ جو بنی نوع انسان کے لئے سود مند نہ ہو۔ اور اس کا کوئی بھی کام ایسا نہیں۔ جو کسی حکمت پر مبنی نہ ہو جس طرح نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اسی طرح صوم میں بھی حکمت اور فائدہ ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو انہی الفاظ ارشاد فرمایا۔ یاایھا الذین امنوا

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (سورہ بقرہ ع ۲۳) - اے مومنو۔ تم پر روزے فرض ہیں۔ جس طرح تم سے پہلوں پر فرض تھے۔ (کیوں) اس لئے کہ تم متقی بن جاؤ۔ تمام نیکیوں کی جڑھ تقوےٰ ہے۔ اور یہی مدار نجات ہے۔ پس جو اس نعمت سے بہرور ہو جاتا ہے۔ وہ بمطابق فرمان خداوندی ثم ننجی الذین اتقوا - نجات ابدی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ جنہیں بوجہ اختصار اس جگہ تفصیل سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اجمالاً چند درج ذیل ہیں:-

(۲) غریبوں اور مسکینوں کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے جب اپنے تئیں پیاس اور بھوک لگتی ہے۔ تو اس وقت اس بات کا احساس ہوتا ہے۔ کہ غریب مسکین لوگوں کو بھی ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے۔ اور ان کی امداد کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

(۳) برداشت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ اور مصیبت کے وقت صبر وقناعت سے کام لینے کی مشق ہوتی ہے۔

(۴) گناہوں اور بدیوں سے بچنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

(۵) نرمی اور بردباری کا سبق حاصل ہوتا ہے۔

(۶) شب بیداری کی مشق ہو جاتی ہے۔

(۷) کئی گناہوں کا روزہ کفارہ ہو جاتا ہے۔

(۸) ملکی قوت کو غلبہ دیا جاتا ہے۔ اور قوت بہیمیہ کو کم کیا جاتا ہے۔

(۹) جس طرح نماز سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ روزہ سے تجلیٔ قلب ہوتی ہے۔ اور تجلیٔ قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔

(۱۰) دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔

غرضکہ روزہ رکھنے کے بہت سے فوائد ہیں۔ جو قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے بخوبی اور بالتفصیل معلوم ہو سکتے ہیں۔

روزہ کب رکھنا چاہیئے

(ا) روزہ اس وقت رکھنا چاہیئے۔ جب ہلال رمضان نظر آجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بارے میں صریح ارشاد ہے۔ لا تصوموا حتی تروا الھلال۔ صوموا لرؤیتہ اور اذا رأیتم الھلال فصوموا یعنی جب چاند نظر آجائے۔ تو روزہ رکھو۔

(ب) آج کل یہ بھی رواج ہو گیا ہے۔ کہ بعض لوگ رمضان کے استقبال کے لئے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے منع کیا گیا ہے۔ فرمایا لا یتقدمن احدکم بصوم یوم او یومین (بخاری) یعنی ایک دو دن پہلے سے روزے نہ رکھنے شروع کر دے۔

(ج) بعض لوگ شک کے دن کا بھی روزہ رکھ لیتے ہیں۔ یہ جائز نہیں بلکہ من صام یوم الشک فقد عصیٰ ابا القاسم۔ جس نے شک کے دن روزہ رکھا۔ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔

(د) چاند نظر نہ آنے کی صورت میں رسول کریم نے مندرجہ ذیل ہدایت فرمائی ہے فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین (بخاری) یعنی شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے رکھنے شروع کر دو۔

السحور

ا۔ روزہ رکھنے سے قبل نیت کر لینی ضروری ہے۔ کیونکہ من لم یبیت الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ (مشکوٰۃ) جو صبح سے پہلے نیت نہ کرے۔ اس کا روزہ نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ زبان سے یہ کہے۔ کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ بلکہ ارادہ ہو۔ اس بات کا کہ میں روزہ رکھوں گا۔

(ب) سحری کھانے کا وقت قرآن کریم سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔ یعنی خیط اسود (صبح کاذب) جب ہو۔ تو سحری کھاؤ۔ اور جب خیط ابیض (صبح صادق) ہو۔ تو سحری کھانے سے رُک جانا چاہیئے پس اس وقت سحری کھانی چاہیئے۔ جب صبح صادق کا طلوع ہونیوالا ہو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضؓ سے روایت ہے تسحرنا ثم قام الی الصلوٰۃ۔ ہم سحری کھا چکے۔ تو آپ (صبح) کی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے پوچھا گیا۔ کہ سحری کھا چکنے اور نماز کے لئے جانے میں کتنا وقفہ ہوتا تھا۔ تو فرمایا۔ قدر خمسین اٰیۃ۔ پچاس آیتیں جتنے وقت میں پڑھی جا سکیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیر سے سحری کھایا کرتے۔ اور تاکیداً بھی آپ نے یہی فرمائی ہے۔ کہ دیر سے سحری کھایا کرو۔

الافطار

ا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اتموا الصیام الی اللیل۔ شام تک روزہ کو پورا کرو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اذا اقبل اللیل من ھھنا وادبر النھار من ھھنا وغربت الشمس فقد افطر۔ جب مشرق کی طرف سے رات چڑھ آئے اور مغرب کی طرف دن غروب ہو جائے۔ تو روزہ افطار کرنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں حدیث قدسی ہے۔ قال اللہ تعالےٰ احب عبادی الی اعجلھم فطراً میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے۔ جو جلدی کرتا ہے۔ روزہ افطار کرنے میں اور ساتھ ہی اس کے آپ کا اسوۂ حسنہ بھی یہی ہے۔

(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوروں سے عام طور پر روزہ افطار کرتے۔ اور کھجوروں کے نہ ملنے پر پانی سے۔ یوں ہر ایک حلال طیب چیز سے روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔

ج۔ روزہ افطار کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً یہ دعا پڑھا کرتے تھے ذھب الظمأ وابتلت العروق ان شاء اللہ۔ پیاس جاتی رہی۔ اور رگیں سیراب ہو گئیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ دعا بھی کبھی کبھی پڑھا کرتے۔ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اے اللہ تیری ہی رضا کے لئے میں نے روزہ رکھا۔ اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

نواقض صوم

عمداً کھانے پینے۔ اور جماع سے جس کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا لگاتار دو ماہ کے روزے رکھنا ہے۔ اسی طرح عمداً حقہ، سگرٹ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بلا اختیار حلق میں دھواں۔ غبار۔ مچھر۔ مکھی۔ آٹا پیستے ہوئے آٹا۔ چلا جائے۔ کان میں پانی ڈالا جائے۔ خواب میں احتلام کے ہو جانے سے۔ قے کرنے سے۔ مسواک کرنے۔ خوشبو لگانے اور بیوی سے مس کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یعنی جو تم میں سے بیمار ہو۔ یا سفر پر ہو۔ وہ پھر روزے رکھے۔ خدا تعالےٰ کے اس ارشاد کے مطابق مریض کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ مریض کی ذیل میں مندرجہ ذیل بھی شامل ہیں:- ۱۔ حاملہ۔ ۲۔ دودھ پلانے والی ۳۔ حائضہ۔ انہیں حالت صحت میں روزے رکھنے پڑینگے۔ اور اگر روزہ نہ رکھنے کی حالت میں فدیہ دیتے جائیں۔ تو بہتر ہے۔ ۴۔ شیخ فانی۔ اگر فدیہ کی طاقت رکھتا ہو۔ تو دے۔

قیام رمضان

صلوٰۃ تراویح اصل میں نماز تہجد ہی ہے۔ جو ہر ایک مومن کو حسب استطاعت پڑھنی چاہیئے۔ لیکن ماہ رمضان میں اس کا خاص اہتمام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا۔ کہ پچھلی رات آپ اکیلے گھر میں پڑھتے۔ اور اسی میں فضیلت بھی ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ فصلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ۔ اے لوگو۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز گھر میں پڑھنی بہتر ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ صورت اختیار کی گئی۔ کہ ماہ رمضان میں باقاعدہ جماعت سے نماز تراویح ادا کی جاتی اور قرآن سنایا جاتا۔ صلوٰۃ تراویح کی رکعات میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ لیکن درست اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ سے یہی ثابت ہے۔ کہ آپ آٹھ رکعت پڑھا کرتے۔

اعتکاف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا۔ کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔ اعتکاف کے لئے کسی خاص مسجد میں بیٹھنا ضروری نہیں۔ بلکہ ہر ایک مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ معتکف کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ مسجد میں رہے۔ صرف قضائے حاجت کے لئے گھر یا باہر جا سکتا ہے۔ نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جا سکتا ہے۔ معتکف کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ نیک باتوں میں اپنے آپ کو لگائے رکھے اور عبادت میں مشغول رہے۔ بیوی سے جماع وغیرہ نہ کرے۔ عورتیں بھی اعتکاف بر عایت پردہ بیٹھ سکتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے اعتکاف ترک کرنا پڑے۔ تو پھر کسی موقعہ پر اعتکاف بیٹھنا چاہیئے۔

صدقہ وخیرات

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ اجود الناس بالخیر وکان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ دسمبر کی تقریر میں ان امور کے بعد جو گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکے ہیں۔ فرمایا:-

تعمیر مذبح

ایک اور امر جو ہماری جماعت میں کھٹک رہا تھا۔ اور جس کے متعلق مخالف یہ کہتے تھے۔ کہ ہم نے بزدلی دکھائی ہے۔ وُہ بھی حل ہو گیا۔ یعنی قادیان میں مذبح بن گیا۔ ہمارے آباء کی رواداری کی وجہ سے جو یہاں کے حاکم تھے۔ ہم نے بھی مذبح بنانے کا ارادہ چھوڑ رکھا تھا۔ مگر بعض لوگوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسے ہماری کمزوری پر محمول کیا۔ اور جب مذبح بنایا گیا تو انہوں نے گرا دیا۔ جماعت نے ان لوگوں کا مقابلہ اس لئے نہ کیا۔ کہ میں قادیان میں موجود نہ تھا۔ اور جماعت کے لوگوں نے خیال کیا۔ کہ ہم پر کوئی الزام نہ آئے۔ نہ کہ حکومت یا کسی اور سے ڈر کر انہوں نے ایسا کیا۔ انہوں نے اطاعت کا نمونہ دکھایا۔ مگر کہا گیا۔ کہ انہوں نے بزدلی سے کام لیا۔ جب جماعت کی ہتک کا سوال پیدا ہوا۔ تو میں نے اس کی اہمیت بیان کی اور ہندوؤں سے رعایت کرنی چاہی۔ میں نے انہیں کہا۔ انتظار کریں۔ میں کوشش کرونگا۔ کہ ایسی راہ نکل آئے جس میں ان کے احساسات کو صدمہ نہ پہنچے۔ مگر انہوں نے مجھ پر اعتماد نہ کیا۔ بلکہ یہ کہا۔ کہ آپ تو مذبح کے بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکام نے نہیں بننے دیا۔ اس پر میں نے کہا۔ اچھا جاؤ۔ حکام سے ہی کہو۔ کہ نہ بننے دیں۔ آخر اس سال مذبح بن گیا جس میں گائیں ذبح ہو رہی ہیں۔ اور آپ لوگ کھا رہے ہیں۔ اگر ہندو مجھ پر اعتماد کرتے۔ تو اب بھی مذبح نہ بنتا۔ آئندہ اگر ضرورت مجبور کرتی۔ تو نہ معلوم کیا صورت ہوتی۔ لیکن اس وقت میرا یہی ارادہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ رعایت کروں۔ اب جو کچھ کیا انہوں نے خود کیا۔ اس لئے انہیں افسوس ہم پر نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے آپ پر کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد حضور نے تحریک کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

مسلمانانِ کشمیر کی امداد

اب میں اس کام کا ذکر کرتا ہوں۔ جو نہایت اہم کام ہے اور جسے بعض مخلص اصحاب کے مجبور کرنے اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے میں نے شروع کیا۔ اور وہ کشمیر کے متعلق کام ہے۔ ماہ مئی میں میں نے بعض مضامین ایسے پڑھے۔ جن میں مسلمانان جموں پر سختی کرنے کا ذکر تھا۔ میں کشمیر میں کئی دفعہ جا چکا ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کی دردناک حالت کا مجھے علم تھا۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں زخم تھا۔ اور یہ خواہش دل میں رہتی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ توفیق دے۔ تو ان کی مدد کی جائے۔ جب میں نے مسلمانانِ ریاست پر سختی کے حالات پڑھے۔ تو وہ جوش ابل پڑا اور میں نے مضامین لکھے۔ اور جب سرینگر میں مسلمانوں پر گولیاں چلیں۔ تو میں نے مسلمان لیڈروں کو چٹھیاں لکھیں۔ اور انہیں مشورہ کرنے کے لئے شملہ بلایا۔ جب مسلمان لیڈر شملہ میں جمع ہوئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ گورنمنٹ ریاستوں کے متعلق بیرونی لوگوں کی باتیں نہیں سنتی تھی اس پر کہا گیا۔ اس بارہ میں کچھ نہ کیا جائے۔ اور بعض نے تو یہ بھی کہا۔ کہ جلسہ بھی نہ کریں۔ لیکن میں نے کہا۔ جلسہ ضرور کرنا چاہیئے۔ اگر ناکام رہے۔ تو اس میں ہماری کوئی ذلت نہیں۔ کیونکہ نیک کام کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ آخر جلسہ کیا گیا۔ اور ایک کمیٹی بنائی گئی۔ مجھے کہا گیا۔ کہ ہم آپ کو ڈکٹیٹر تجویز کرتے ہیں۔ آپ جو کہیں گے۔ وُہ ہم کریں گے۔ مگر میں نے کہا مجھے اور بہت کام ہیں۔ اور میرے لئے یہ کام کرنا مشکل ہے۔ اس پر کہا گیا۔ یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ ۳۰ لاکھ مظلوم اور بے کس مسلمانوں کی خدمت ہے۔ آپ ضرور یہ کام کریں۔ ہمارا اصول تھا۔ کہ خلیفہ دوسری انجمنوں میں شامل نہ ہو۔ مگر جب مجھ سے یہ کہا گیا۔ تو میں اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ پھر خیال آیا۔ یہ کہیں گے۔ کہ ناکامی کے ڈر سے پیچھے ہٹتا ہے۔ اس پر میں نے کہا دوسری انجمنوں میں خلیفہ کے شامل نہ ہونے کا دستور ہم نے خود ہی بنایا ہے۔ اسے خدمت خلق کے لئے توڑ دیں۔ تو کوئی حرج نہیں چنانچہ میں نے ڈکٹیٹر بننے سے تو انکار کر دیا۔ لیکن کہا پریزیڈنٹ بننا قبول کر لیتا ہوں۔ اس کے بعد شملہ میں کام کرنا شروع کیا۔ گورنمنٹ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ میں نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ مگر انہوں نے کشمیر کے ذکر پر ہی کہدیا۔ کہ گورنمنٹ اس میں دخل نہیں دے سکتی۔ لیکن آخر میں نے دلائل سے منوا لیا کہ حکومت کو دخل دینا پڑے گا۔ اس کے بعد حکومت کے اور بڑے بڑے افسروں سے ملنے کے لئے مولوی عبدالرحیم صاحب درد کو بھیجا گیا۔ اور انہیں مائل کیا۔ کہ کشمیر کے متعلق بیرونی آدمیوں کی باتیں سننے کے لئے تیار ہوں۔ یہ پہلا کام تھا۔ جو کشمیر کے متعلق کیا گیا۔ اور اسے دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ پھر وائسرائے نے خود اس تجویز کو پسند کیا۔ اور زور دیا۔ کہ ریاست سے کہا جائے مسلمانوں کا وفد قبول کرے۔ لیکن ریاست کی بدقسمتی سے جب مہاراجہ صاحب کو وفد کے متعلق تار دیا گیا۔ جس میں یہ معزز اصحاب شامل تھے۔ نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب۔ نواب ابراہیم علیخاں صاحب آف کنجپورہ۔ خواجہ حسن نظامی صاحب خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب۔ مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی تو وزیر اعظم کی طرف سے جواب آیا۔ کہ صورت حالات پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے۔ اس لئے مہاراجہ صاحب وفد سے ملنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ وفد کے آنے سے از سر نو جوش پیدا ہو جائے گا۔ اس پر میں نے حجت تمام کرنے کے لئے اپنے نام سے تار دیا۔ جس میں مہاراجہ صاحب کو لکھا۔ کہ اگرچہ کشمیر میں بظاہر امن نظر آتا ہے۔ لیکن ایجی ٹیشن موجود ہے۔ جس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ آپ وفد منظور کریں۔ اس کا جواب یہ آیا۔ کہ چونکہ آپ خود آگاہ ہیں۔ کہ ایجی ٹیشن کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ اس لئے وفد کو آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

پہلے تو کہا گیا تھا۔ چونکہ امن قائم ہو گیا ہے۔ اس لئے وفد کے آنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر کہا۔ ایجی ٹیشن کی جڑیں گہری ہیں۔ اس لئے وفد منظور نہیں کیا جاسکتا۔ جب ان دونوں صورتوں میں وفد کو اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔ تو پھر اور کونسا وقت وفد کے آنے کا ہو سکتا تھا۔ یہ پہلی غلطی تھی۔ جو ریاست نے کی جس نے اسے کمزور اور ہمارے ہاتھوں کو مضبوط بنا دیا۔ اب ہم لوگوں کو آسانی سے سمجھا سکتے تھے

کہ ریاست امن قائم نہیں کرنا چاہتی۔ اور اس سے ایسے لوگوں کی ہمدردی حاصل کر سکتے تھے۔ جو اور طرح ممکن نہ تھی۔ اس کے بعد کشمیر ڈے مقرر کیا گیا۔ جس کی کامیابی میں ہماری جماعت نے بہت کام کیا۔ ہر جگہ بڑے بڑے جلوس نکلے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی کا احساس پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد برابر یہ کام جاری رہا۔ اور موجودہ حالت ایسی ہے۔ کہ مکمل کامیابی میں بعض روکیں نظر آتی ہیں۔ مگر میں نے اپنے نفس سے اقرار کیا ہے۔ اور طریق بھی یہی ہے کہ مومن جب کوئی کام شروع کرے۔ تو اسے ادھورا نہ چھوڑے میں نے کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب تک کامیابی حاصل نہ ہو جائے۔ خواہ سو سال لگ جائیں۔ ہماری جماعت اُن کی مدد کرتی رہے گی۔ اور آج میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ کل، پرسوں، اترسوں، سال، دو سال، سو دو سو سال جب تک کام ختم نہ ہو جائے۔ ہماری جماعت کام کرتی رہیگی۔ یہ ہمارا کشمیر کے مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا۔ کہ فلاں فلاں رعائتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی۔ تو اس قوم نے کہا۔ ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے افسر اعلےٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل کی۔ تو بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا۔ مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہیئے۔ خواہ غلام ہی کی ہو۔ مگر یہ غلام کا نہیں۔ بلکہ جماعت کے امام کا وعدہ ہے۔ پس ہماری جماعت کو مسلمانانِ کشمیر کی امداد جاری رکھنی چاہیئے۔ جب تک کہ ان کو اپنے حقوق حاصل نہ ہو جائیں۔ خواہ اس کے لئے کتنا عرصہ لگے۔ اور خواہ مالی اور خواہ کسی وقت جانی قربانیاں بھی کرنی پڑیں۔

ہم نے یہ کام مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے شروع کیا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے اس میں کامیابی دیکھ کر یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ ہم نے تبلیغ احمدیت کے لئے یہ کام شروع کیا ہے۔ اس کام کی وجہ سے اگر خدا تعالےٰ کسی کے دل میں ہماری محبت ڈالدے۔ تو ہم خدا تعالےٰ کے اس انعام کا انکار نہیں کر سکتے۔ مگر اسے ہم تبلیغ احمدیت کا آلہ نہیں بنا سکتے۔ اس کام کو چونکہ ہماری جماعت نے ابتغاءً لوجہ اللہ شروع کیا ہے تا کہ ایک مظلوم قوم آزاد ہو۔ اس لئے کسی اپنے نفوذ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔

مخالفین جماعت کی فتنہ انگیزیاں

لیکن بعض لوگ غصہ سے اس کام کو دیکھتے اور جماعت کی مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک احرار کا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو ہر جگہ احمدیت کی مخالفت کر رہا ہے۔ ان کے ایک لیڈر نے بیان کیا۔ کہ اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ عوام میں کبھی ہمیں رسوخ حاصل نہ ہوتا۔ اگر ہم احمدیت کی مخالفت نہ کرتے۔

ان لوگوں نے سخت مخالفت شروع کر دی ہے۔ اور پنجاب میں ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ جسے دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ یاد آ جاتا ہے خصوصاً سیالکوٹ میں سخت مخالفت کی جا رہی اور احمدیوں کو تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ اسی طرح اور شہروں میں کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ہم قادیان میں گھس جائینگے کسی نے کہا ہے۔ ع ایاز قدرِ خود بشناس

ہم اُن سے کہتے ہیں۔ تم کیا۔ اگر تم دُنیا کی ساری حکومتوں اور ساری قوموں کو بلا کر بھی اپنے ساتھ لے آؤ۔ پھر بھی تم جیت جاؤ تو ہم جھوٹے (اس پر مجمع نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے) اگر ان لوگوں نے ایسا کیا۔ تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ وُہ کس چیز سے ٹکراتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا۔ تو چکنا چور ہو جائیں گے۔ اور اگر ہم نے ان پر حملہ کیا۔ تو بھی وہ چکنا چُور ہو جائیں گے۔ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ ہے۔ کہ اسے کامیاب کرے۔ اس کے خلاف کوئی انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔ بے شک ہم کمزور ہیں ضعیف ہیں۔ اس کا ہمیں اقرار ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ پر ہمیں یقین ہے اور اس کے متعلق ہم کوئی ضعف نہیں دکھا سکتے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ ان کو کچل دینگے۔ مگر یہ ضرور یقیناً اور حتمی طور پر کہتے ہیں۔ کہ خدا ان کو کچل دیگا خواہ وُہ کتنی بڑی فوجوں کے ساتھ ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ (نعرہ ہائے اللہ اکبر) لڑائی کا نام اسلامی اصطلاح میں آگ رکھا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام۔ بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

پس ہم پر غالب آنے کا خیال ان کا محض وہم و گمان ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک کو قتل کر دیں۔ پھر قتل کر کے جلا دیں۔ اور پھر راکھ کو اڑا دیں۔ تو بھی دُنیا میں احمدیت قائم رہیگی۔ ہر قوم ہر ملک اور ہر براعظم میں پھیلے گی۔ اور ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت نظر آئیگی۔ یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے اس کے خلاف جو زبان دراز ہو گی۔ وُہ زبان کاٹی جائیگی۔ جو ہاتھ اُٹھیگا وُہ ہاتھ گرایا جائیگا۔ جو آواز بلند ہو گی۔ وُہ آواز بند کی جائیگی۔ جو قدم اُٹھیگا وُہ قدم کاٹا جائیگا۔ اگر انگریز، جرمن، امریکن، فرانسیسی سب مل جائیں۔ تو بھی جس طرح مچھر مسلا جاتا ہے۔ اسی طرح مسلے جائیں گے۔ اور ساری قومیں احمدیت کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی (نعرہ ہائے اللہ اکبر) مخالفت کے اسی جوش و خروش میں پچھلے دنوں میں جب سیالکوٹ گیا۔ تو ان لوگوں نے ہمارا مظاہرہ بھی دیکھ لیا۔ ایک جلسہ میں میری تقریر کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ میں جانے سے قبل ہی ان لوگوں کی نیت کا پتہ لگ گیا۔ لیکن میں نے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہا۔ سٹیج پر قبضہ کر لیا جائے۔ پھر جو کچھ ہو گا۔ دیکھا جائیگا۔ چنانچہ ہماری جماعت کے لوگ جلسہ گاہ میں چلے گئے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ پندرہ سو کے قریب ہو گی۔ اتنے ہی دوسرے مسلمانوں میں سے ہمارے ہمدرد تھے۔

فتنہ پردازوں نے کوشش کی۔ کہ پتھر مار مار کر ہمیں جلسہ گاہ سے بھگا دیں۔ جب میں جلسہ گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ تو دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے۔ اور آ کر کہنے لگے سٹیج والوں نے کہا ہے۔ وہاں پتھر پڑ رہے ہیں۔ آپ نہ جائیں۔ میں نے کہا میں ضرور جاؤنگا جب جلسہ گاہ کے قریب پہنچے۔ تو تین لڑکے سخت گھبرائے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے وہاں تو پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ نہ جائیں۔ میں نے کہا خواہ کچھ ہو میرا جانا ضروری ہے جب میں وہاں پہونچا۔ جو بہت وسیع میدان تھا۔ تو دریا کے پانی کی طرح مخالفت کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ فتنہ پردازوں نے کوشش کی۔ کہ پتھر مار مار کر سٹیج والوں کو اٹھا دیں۔ اور خود قبضہ کر لیں۔ اس وقت بعض رؤسا نے کہا جلسہ ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن میں نے کہا۔ یہ ایمان کے خلاف ہے۔ کہ مومن ڈر کر کسی مقام سے پیچھے ہٹے جلسہ ضرور ہو گا جب میں سٹیج پر پہونچا۔ تو بہت ہی زیادہ سنگباری شروع ہو گئی۔ یہ دیکھنے کے قابل نظارہ تھا۔ میرے چاروں طرف نوجوان کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے چھتریاں تان لیں۔ مگر پتھر بے تحاشا آ رہے تھے۔ تین کی خراش مجھے بھی لگی ایک تو آدھی اینٹ تھی۔ وُہ جب آ کر میری انگلی پر گرنے لگی تو میں نے سمجھا انگلی کو مس کر کے دیگی۔ مگر جب آئی۔ تو یوں معلوم ہوا۔ کہ انگلی کے ساتھ چھو کر رکھ دیگئی ہے میں نے اس موقعہ پر اپنی جماعت کے لوگوں سے کہدیا۔ کہ ہلنا نہیں۔ پتھر آتے اور ہمارے لوگ زخمی ہو کر گرتے۔ مگر اپنی جگہ سے کوئی نہ ہلتا۔ جو زخمی ہوتے۔ وُہ پٹی بندھوا کر پھر آ جاتے۔ ایک گھنٹہ دس منٹ تک مسلسل سنگ باری ہوتی رہی۔ مگر ہماری جماعت کا ایک فرد بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ لیکن جب ڈپٹی کمشنر نے فتنہ پردازوں سے کہا۔ کہ بھاگ جاؤ۔ ورنہ لاٹھی چارج کیا جائیگا۔ تو ۲۰ ہزار لوگوں میں سے پانچ منٹ کے اندر اندر وہاں ایک بھی نظر نہ آیا۔

غرض ان لوگوں نے دیکھ لیا۔ کہ ہم نہ ڈرنے والے ہیں۔ اور نہ گھبرانے والے ہم تو مشکلات اور شدائد اٹھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خدا تعالےٰ دکھاتا ہے۔ کہ میرے بندے آگ میں پڑ کر بھی سلامت رہتے ہیں۔ اور میری راہ میں ہر مشکل اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے لئے روپیہ کی ضرورت

غرض مسلمانانِ کشمیر کی امداد کا کام جاری ہے۔ اس کے لئے زیادہ تر روپے کی ضرورت ہے۔ جماعت کو تحریک کی گئی تھی۔ کہ اس کام کے لئے دوسروں سے روپے وصول کریں۔ اس بارے میں جو کچھ معلوم ہوا۔ اس سے مجھے افسوس بھی ہے اور خوشی بھی۔ افسوس تو اس لئے کہ کام کے رک جانے کا اندیشہ ہے۔ اور خوشی اس لئے کہ ہماری جماعت کے لوگوں میں غیرت پائی جاتی ہے۔ کئی دوستوں نے لکھا کہ کشمیر کے لئے ہم سے چندہ لے لیجئے۔ مگر دوسروں سے نہ منگوائیے۔ میں نے انہیں لکھا۔ کہ خدا کے لئے مانگنا بھی ثواب کا کام ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ ثواب بھی حاصل کرنا چاہیئے۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ دُوسروں سے مُسلمانانِ کشمیر کی امداد کیلئے روپیہ وصول کریں۔ ہر جگہ کی جماعتیں یہ کوشش کریں اور چندے بھجوائیں۔ تا کہ کام جاری رہے۔ بہر حال ہم نے یہ کام چلانا ہے اگر دوسرے لوگوں سے وصول نہ کرینگے۔ تو خود دینا پڑیگا۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ اس کام میں دوسروں کی ہمدردی بھی حاصل کی جائے۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ ان سے چندہ لیا جائے۔ پس اصرار سے اس کام کے لئے چندہ مانگو۔ اور اس کام کی اہمیت ان پر ظاہر کرو۔ لیکن اگر کوئی چندہ نہ دے۔ تو کہو ایک پیسہ ہی دیدو۔ اگر یہ بھی نہ دے تو کہدیا جائے میں آپ کی طرف سے دیدیتا ہوں۔ یہاں تک کہ اسکی چھپی ہوئی غیرت ظاہر ہو جائے اور اس کام میں حصہ لینے لگ جائے۔ اس کے بعد حضور نے قادیان کی ترقی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

قادیان میں مکان بنانے کی تحریک

ترقی کے آثار کے ساتھ مشکلات بھی بڑھ جاتی ہیں اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی مدد کرتا ہے۔ لیکن پہلے بندہ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ قادیان ہمارا مرکز ہے۔ اور اس پر دشمن کی نظر ہے۔ اس لئے قادیان کی ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں رہنے اور مکان بنانے پر بہت زور دیا ہے پس میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ قادیان میں مکان بنائیں۔ تاکہ قادیان کو وسعت حاصل ہو۔ اور اس مقام کی ظاہری عظمت بھی قائم ہو۔ اس کے لئے میں نے بھی ایک سکیم بنائی ہے اور خطوط کے ذریعہ شائع کی گئی ہے جو یہ ہے۔ کہ ایک حصہ پچیس ۲۵ روپے ماہوار کا رکھا گیا ہے۔ کل حصے ۱۲۰ رکھے گئے ہیں ایک شخص ایک یا زیادہ حصے لے سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دوست نے دس حصے لئے ہیں۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہو۔ وہ قرعہ ڈال کر ہر مہینے میں ایک دوست کو دیدیا جائے۔ جو اس روپیہ سے مکان بنا لے۔ اس طرح ۱۲۰ حصوں کے مکان نئے اور اچھے بن جائیں گے۔ یہ تحریک میں نے جولائی میں شائع کی تھی۔ اس کے ماتحت ۸۰ حصوں کی درخواستیں آچکی ہیں۔ اور چونکہ اس طرح مکان بنانے کے لئے ایک جگہ مخصوص کی گئی تھی۔ کہ وہاں مکان بنائے جائیں۔ اس لئے بعض شاکی ہیں کہ [illegible] انہیں وہاں مکان بنانے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ بھی شامل ہو سکیں اس پر غور کیا جا رہا ہے میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کوئی اور دوست بھی اس تحریک میں شامل ہونا چاہیں۔ تو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں نام بھیج دیں۔ جنوری سے انشاء اللہ یہ کام شروع ہو جائیگا پہلے ڈیڑھ دو سال تک قرعہ نہیں ڈالا جائیگا۔ تاکہ اس طرح جو رقم جمع ہو۔ اس سے زمین خرید لی جائے۔ اس کے بعد ہر مہینے قرعہ ڈالا جائیگا۔ اور جس کے نام نکلے گا۔ اس سے یہ شرط ہوگی۔ کہ روپیہ مکان بنانے پر ہی خرچ کیا جائے کسی اور ضرورت پر خرچ نہ کیا جائے۔

اقتصادی ترقی کی سکیم

ایک اور سکیم اقتصادی ترقی کے لئے بنائی گئی تھی مجلس شوریٰ کے موقعہ پر میں نے تحریک کی تھی۔ اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے تجویز کی تھی۔ کہ ہوزری فیکٹری بنائی جائے۔ جس کے لئے حصے فروخت کر کے سرمایہ جمع کیا جائے۔ اسے مجلس شوریٰ نے پسند کیا تھا۔ یہ اب بن گئی ہے۔ اور رجسٹری کے لئے کاغذات گئے ہوئے ہیں عنقریب اس کا کام شروع ہو جائیگا۔ اس کے متعلق مجلس شوریٰ میں شامل ہونے والے دوستوں نے شمولیت سے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ جو چیزیں یہ فیکٹری بنائیگی اسی سے خریدیں گے اس طرح اس کے گاہکوں کی تعداد مستقل پیدا ہو جائے گی۔ مگر شرط یہ ہوگی۔ کہ مطلوبہ سائز کی اشیاء مہیا ہوں۔ یہ نہیں کہ چھوٹے سائز کی چیزیں ہوں یوں چاہے جرابیں تین تین انچ لٹکتی رہینگی تو بھی اسی کی پہنیں گے۔ اس کا جب اعلان ہو۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ جو دوست ایک یا زیادہ حصے لے سکتے ہیں۔ وہ ضرور لیں گے اس کے حصہ کی شرح دس روپے فی حصہ ہے اور ایک شخص دس بیس سو حصے خرید سکتا ہے۔ اس سکیم کے متعلق مفصل اطلاع بیت المال سے حاصل کی جائے۔ اس سے بھی قادیان کی ترقی ہو سکتی ہے

پس ماندگان کی امداد کی سکیم

تیسری بڑھتی ہوئی ضرورت امداد باہمی کی ہے۔ ہماری جماعت کے کئی ایک لوگ فوت ہو جاتے ہیں۔ جن کے لواحقین کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق میں نے قواعد بنائے تھے۔ اور قانونی لحاظ سے وکلاء نے پاس کر دیئے تھے۔ مجلس شوریٰ میں اس کے متعلق ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اور نوجوان بہت جوش میں نظر آتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ دو ہفتہ کے اندر اندر کام ختم کر دیں گے۔ مگر نہ معلوم ان کا ہفتہ کتنے دنوں کا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ وہ جلد کام ختم کریں۔ یہ نہایت ضروری کام ہے۔ اور جلد سے جلد شروع کرنا چاہیئے۔ افسوس ہے یہ کام ایسے دوستوں کے ہاتھ میں پھنس گیا۔ جن کے ایام کسی اور ہی زبان کے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ وہ اپنی لغت کو ہماری لغت کے مطابق بنا کر اب دو ہفتہ میں یہ کام کر دیں۔ تاکہ پس ماندگان کے لئے کچھ نہ کچھ انتظام ہو سکے۔ گو یہ سکیمیں اصل علاج نہیں۔ اصل سکیم وہی ہے۔ جو اسلام نے مقرر کی ہے یعنی زکوٰۃ کی مد مقرر کر دی ہے یہ تمام ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے۔ مگر یہ انتظام حکومت کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور حکومت ابھی ہمارے پاس نہیں۔ تاہم میں امید کرتا ہوں دوست زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کریں گے۔

اس کے بعد حضور نے بیمہ کے متعلق فرمایا:۔

ہر قسم کا بیمہ ناجائز ہے

میں نے بیمہ کے متعلق گزشتہ سال کے جلسہ پر اپنے خیالات ظاہر کئے تھے۔ مگر افسوس بعض دوستوں نے یاد نہیں رکھے۔ اور اب بھی خطوط آتے رہتے ہیں۔ حالانکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ کہ جتنی کمپنیاں اس قسم کی ہیں۔ وہ اسلام کے خلاف ہیں۔ اور ان میں حصہ نہ لینا چاہئیے۔ آج پھر میں اس بات کو دوہراتا ہوں۔ جو دوست موجود ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ اور دوسروں کو پہنچا دیں۔ کہ ہم ہر قسم کے بیمہ کو ناجائز سمجھتے ہیں

اس کے بعد حضور نے [illegible] اخبارات اور بعض کتب کی خریداری کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے کہا۔

سلسلہ کے اخبارات اور بعض کتب کے متعلق ارشاد

مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کے اخبار پوری طرح ترقی نہیں کر رہے۔ مثلاً الفضل ہے چھ سال سے اس کی تعداد پندرہ سو اور اڑھائی ہزار کے درمیان چلی آتی ہے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ جس طرح جماعت بڑھتی ہے اخبار بھی بڑھتا۔ مگر جبکہ جماعت دوگنی ہو گئی ہے۔ اخبار کی تعداد اتنی ہی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جو دوست اخبار خرید سکتے ہیں۔ وہ نہیں خریدتے۔ اور وہ جو غریب ہیں۔ وہ مل کر نہیں خریدتے جو افراد الگ الگ نہیں خرید سکتے۔ وہ مل کر خرید لیں۔ اس طرح اخبار کی اشاعت تین چار ہزار تک چند ماہ میں ہو سکتی ہے۔ الفضل کے علاوہ نور اور فاروق ہیں۔ شاید کوئی تحریک اتنی ناکام نہ ہوئی ہوگی جتنی ان کی اشاعت کے متعلق تحریک ہوئی ہے۔ مگر میں بھی نہیں تھکتا۔ شاید کوئی سال نور اور فاروق کے لئے بھی اچھا آجائے۔ اور ان کی اشاعت ترقی کر جائے۔ یہ کام کے اخبار ہیں۔ اور اچھا کام کر رہے ہیں۔

پھر ایک کتاب ہماری نماز ہے یہ بچوں کے لئے مفید ہے ایک کتاب تفہیمات ربانیہ ابو العطاء مولوی اللہ دتا صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے دیکھا نہیں کہتے ہیں۔ اچھی ہے۔ مولوی اللہ دتا صاحب ہونہار نوجوان ہیں۔ اور اچھا لکھنے والے ہیں۔ یہ کتاب بھی مفید ہوگی۔ ایک اہم کتاب مسلمانانِ کشمیر اور ڈوگرہ راج ہے باوجود اس کے کہ جلسہ کے موقعہ کی علمی تقریر کے نوٹ لکھنے کا مجھے پہلے موقعہ نہ ملا تھا۔ اور ۲۵ دسمبر کی رات کو میں نے نوٹ لکھنے شروع کئے۔ مگر جب میں نے اس پر نظر ڈالی۔ تو اسی پڑھنے لگ گیا۔ یہ اچھی لکھی گئی ہے۔ گو کسی کسی جگہ بزدلی دکھائی گئی ہے یعنے کشمیر کمیٹی کے ساتھ اور لیڈروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ احراری ناراض نہ ہوں۔ یہ کتاب بھی بہت مفید ہے۔

روزانہ اخبار کی ضرورت

احباب اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ روزانہ اخبار ہونا چاہیئے تاکہ سیاسی اور ملکی معاملات کے متعلق جماعت کی پالیسی عمدگی سے ظاہر ہوتی رہے۔ ایسا اخبار اپنی جماعت کے لوگوں کے علاوہ دوسرے بھی جو ہمدردی رکھتے ہیں۔ خریدیں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ مخالفت کے موجودہ طوفان میں ایسے اخبار کی ضرورت ہے۔ مگر سوال روپیہ کا ہے۔ روزانہ اخبار جاری کرنے کے لئے کم از کم دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ میں اس فکر میں ہوں۔ کہ سو پچاس دوست ایسے ہوں جو یہ روپیہ مہیا کر سکیں۔ تو اخبار جاری کر دیا جائے۔ لیکن جب تک ہم ایسا اخبار جاری کریں۔ انگریزی اخبارات کی امداد ضروری ہے۔ ہماری طرف سے انگریزی اخبار سن رائز ہے۔ احباب اسے خریدیں۔ انگریزی کے دو روزانہ اخبار مسلم آؤٹ لک اور ایسٹرن ٹائمز لاہور سے نکلتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ ان کی پالیسی بھی سلجھی ہوئی ہے ان میں اگر کوئی نوٹ ہمارے خلاف بھی نکل جائے۔ تو اس کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ عام طور پر ان کی پالیسی اچھی ہے۔ جو دوست انگریزی پڑھے ہوں۔ اور اخباروں سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ ان سے میں ان اخباروں کے خریدنے کی سفارش کروں گا۔ اور مفید تجویز یہ ہے کہ ان کی ایجنسیاں کھلوا دی جائیں۔ اس طرح اخباریں بیچنے والوں کے لئے بھی کام نکل آئیگا۔

اس کے بعد حضور نے مشکلات میں جماعت کو صبر اور استقامت

اسلام میں اخلاقِ فاضلہ کا معیار اور عملی نمونہ

۲۶ / دسمبر ۱۹۳۱ء جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے "اسلام میں اخلاقِ فاضلہ کا معیار اور عملی نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے سچے متبعین نے پیش کیا" پر حسب ذیل تقریر فرمائی:۔ (ایڈیٹر)

نٓ والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ وان لک لاجرا غیر ممنون۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ فستبصر ویبصرون۔ بایکم المفتون (سورۃ القلم)

جنابِ صدر و معزز حضرات۔ جو مضمون میرے سپرد کیا گیا ہے وہ اس لحاظ سے نہایت ہی اہم ہے۔ کہ جس جماعت کا میں ایک ادنیٰ فرد ہوں۔ جس سلسلہ کا ایک ادنیٰ خادم اور جس جماعت کے دوستوں کو اس وقت مخاطب کر رہا ہوں۔ ان کے سپرد خداوند تعالیٰ نے شیطان سے جنگ کرنے کا کام کیا ہے۔ اور وہ اس

خدا کے سلسلہ کے سپاہی

ہیں جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اپنے انبیاء کے ذریعہ یہ پیشگوئی کی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں شیطان اپنے تمام لشکر جمع کریگا۔ اور وہ مکر و فریب کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اہل حق کے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ تب

اللہ تعالیٰ کا جرنیل

آسمانی فرشتوں کی فوج سمیت آئیگا۔ اور وہ نہ صرف شیطانی لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ بلکہ اس کی تمام طاقتوں کو کچل کر رکھدیگا۔ اور اسے ایسی بری طرح مسلیگا۔ کہ آئندہ وہ سر اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکیگا۔

لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ کہ جب وہ خدا کا جرنیل آئیگا تو ایسا نہیں ہوگا کہ وہ

لوہے کی تلوار

اٹھائے۔ اور اپنے ماننے والوں کو کہے کہ تم تیر و تفنگ سے کام لیکر دشمنوں کو تباہ کرو۔ بلکہ وہ انہیں یہ کہیگا کہ تم محاسن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار سے کفر و بدعات کے بت کو پاش پاش کر دو۔

آسمان کے نیچے ظلم

کیا گیا۔ ہاں بہت بڑا ظلم کیا گیا۔ کہ ایک طرف انسانوں میں سے ایک انسان کو خدا بنا دیا گیا۔ اور دوسری طرف انبیاء میں سے کامل ترین نبی کو

تلوار کا نبی

کہا گیا۔ اور نہ صرف دشمنوں نے ایسا کہا۔ بلکہ نادان دوستوں نے بھی ایسا کہہ کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگایا۔ اور اگر دشمنوں نے سامنے کی طرف سے تیر چلائے۔ تو انہوں نے دوست بن کر پیٹھ کی طرف سے بھالا مارا

ایسے نازک وقت میں

اصلاحِ خلق

کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک پہلوان مقرر کیا تھا۔ تاکہ وہ آئے۔ اور دنیا کے قلوب کو مسخر کرے۔ وہ آئے اور لوگوں کے خیالات میں تغیر پیدا کرے۔ وہ آئے اور

نئی زمین اور نیا آسمان

بنا کر دکھائے۔ اور اپنے سر پر رسالت کا تاج رکھتے ہوئے دنیا کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ سکھا کر انہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ پر جھکا دے۔

میں نے جو آیات پڑھی ہیں۔ ان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

بلند تر اخلاق

کے متعلق دعویٰ کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب تک دعویٰ نہ ہو اس وقت تک ہم کسی کے اخلاق کو بطور نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ اور نہ ایسا انسان دنیا کو اخلاقیات کا سبق سکھانے کے قابل سمجھا جا سکتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ۔ اے لوگو تم اچھی طرح سمجھ لو۔ اور سن لو۔ کہ اگر دنیا میں علوم بڑھ جائیں۔ اور لکھنے والے لکھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اپنی دواتوں اور قلموں کو سنبھال لیں اور علم کا زمانہ آجائے۔ تو خوب یاد رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر آج اندھی دنیا یہ کہتی ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نعوذ باللہ مجنون ہیں تو ایک وقت آئیگا جبکہ

علمی زمانہ

ہوگا۔ اور لوگوں کی ہدایت کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز ظاہر ہوگا۔ اس وقت وہ بتائیگا۔ اور دنیا پر اچھی طرح ظاہر کر دیگا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون نہیں۔ بلکہ خلق عظیم کے مالک ہیں۔ تب تم بھی دیکھو گے اور دوسرے لوگ بھی دیکھیں گے۔ مومن بھی یقین لائے گا اور کافر بھی محسوس کریگا۔ کہ دیوانہ کون ہے۔ اور ہوشمند کون۔ یہ دعویٰ ہے۔ جو قرآن کریم نے کیا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول جری اللہ فی حلل الانبیاء مبعوث ہوا جس نے تمام دنیا کو باآواز بلند سنا دیا ہے

ہماں ز نوعِ بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشانِ نمایاں خدا نما باشد
بتابد از رخِ او نورِ عشق و صدق و صفا
ز خلقِ او کرم و غربت و حیا باشد

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ کہ جب گمراہی بڑھ جائے۔ تو اس کی طرف سے

ایک کامل انسان

آیا کرتا ہے جو لوگوں کے دلوں کی تسخیر کرتا ہے۔ اور اپنے خلق کا نمونہ دکھا کر سعید الفطرت لوگوں کو گرویدہ و فریفتہ بنا لیتا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طریق پر آئے۔ اور اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک پیارا آپ کے انوار سے مستفیض ہو کر ظاہر ہوا۔ اور اس نے آکر کہا

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجددِ ایں دین و رہنما باشد

فرماتے ہیں میں اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کر کے دکھلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں اندھی دنیا نے آپ کو برے رنگ میں پیش کیا ہے۔ مگر میں یہ بتانے آیا ہوں کہ جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج سے پہلے لوگوں کے لئے

کامل نمونہ

تھے۔ اسی طرح آج بھی کامل نمونہ ہیں۔ اور آئندہ دنیا کے قلوب کی تسخیر کرنے والا سوائے آپ کے اور کوئی نہیں ہوگا۔

امریکہ سے ایک اخبار نکلتا ہے اس نے ایک دفعہ لکھا کہ آئندہ

روحانی سلطنت

کا کون بادشاہ ہوگا۔ یسوع مسیح یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور پھر خود ہی اس نے جواب دیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں گے۔ کیونکہ مغرب بھی اسکی طرف اسی تیزی کے ساتھ جا رہا ہے جس طرح مشرق پس اخلاق میں ہماری راہنمائی کرنیوالا صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود یا آپ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور یہی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اسوہ مقرر کئے ہیں

اسلام نے مذہبیات کے متعلق جو

بلند ترین نظریہ

پیش کیا ہے۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولله الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا۔ تم اپنے تصور میں حسن کا کوئی نمونہ رکھ لو۔ وہ تمام حسن و احسان اور تمام اچھی صفات اللہ میں پائی جائینگی پھر فرمایا۔ والھکم الٰہ واحد۔ تمہارا ایک ہی خدا ہے حضرت مسیحؑ نے بھی کہا تھا۔ کہ تم کامل بنو۔ جیسا کہ خدا کامل ہے۔ عیسائیوں کو حضرت مسیح کی یہ نصیحت بھول گئی۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں آکر پھر بتایا۔ کہ انسانی زندگی کا منتہا یہی ہے کہ وہ اپنے اندر

ایسے اعلیٰ اخلاق اور صفات پیدا کرے۔ جو

اللہ تعالیٰ کی صفات کے ہمرنگ

ہوں۔ تا اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکے۔ دوسروں نے خدا کو زمین پر اتارا۔ اور ناواقفوں نے انسانوں کو خدا بنا کر پیش کر دیا۔ یا کسی نے کہا۔ کہ فلاں انسان میں خدا حلول کر آیا ہے۔ گویا خدا کو اس کے تخت سے اتار کر نیچے درجہ پر کھڑا کیا گیا۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ تم خدا کو نیچے نہ لاؤ۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا صعود اوپر کی طرف ہو اور تم خود بلندی کی طرف پرواز کرو۔ اس کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ اور یہی معنے ہیں اس روایت کے۔ کہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ پس ہمارے سامنے خدا ہے۔ اور اسی کی صفات ہم نے اپنے اندر پیدا کرنی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ پس جس وقت خدا کی روح نے آدم میں جلوہ کیا۔ تب آدم

خدانما وجود

ہو گیا۔ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے انوار دنیا پر نازل ہوئے۔ چنانچہ اسلامی تعلیم ایسا ہی بنایا کرتی ہے۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے۔ جس پر چلکر حیوانیت انسانیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر انسان باخدا انسان بنتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر ایک وقت وہ خدا نما وجود ہو جاتا ہے۔ یہ وہ انسانی مقام ہے۔ جس کی طرف اسلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو کچھ قرآن مجید میں سکھایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ الحمد للّٰہ یعنے تمام اوصاف حمیدہ اللہ تعالیٰ میں پائے جاتے ہیں جب تمام اوصاف حسنہ جو ذہن میں آسکیں۔ اللہ تعالیٰ میں پائے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ کوئی خدا نما وجود آئے جو ہماری دستگیری کرے۔ اور ہمیں اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقام تک پہنچا دے۔

ایک انسان خواہ کتنا ہی خوبصورت ہو۔ مگر اس کی آنکھیں نہ ہوں۔ تو وہ

کامل خوبصورت

نہیں کہلا سکیگا۔ لیکن ہمیں فخر ہے۔ کہ جس رسول کو اللہ تعالیٰ نے ہماری رہبری کے لئے بھیجا۔ وہ ظاہری اور باطنی محاسن سے اسطرح پر تھا۔ کہ وہ دعا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اللھم احسنت خلقی کما احسنت خَلقی اے میرے رب میرے باطن کو ایسا ہی خوبصورت کر دے۔ جیسا میرا ظاہر خوبصورت ہے۔ مطلب کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ۔ لوگو! محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں تمام نمونے جمع ہیں۔ ہماری ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کان خلقہ القرآن آپ کے اخلاق اگر معلوم کرنے ہوں۔ تو قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لو۔ جن جن باتوں کا خدا نے حکم دیا۔ وہ تمام باتیں بدرجہ اتم آپ میں پائی جاتی تھیں۔ پس اس کتاب کی تعلیم کو دیکھو۔ اور پتہ لگاؤ۔ کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ وہ باتیں سکھائی ہیں۔ جو نہ حضرت موسیٰ سکھا سکتے تھے۔ اور نہ حضرت عیسےٰ اور نہ کوئی دوسرا نبی۔ ہمارا پیارا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی ہے جس کے متعلق "حبقوق" نے کہا۔ کہ "خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا۔ سلاہ (یعنی صلی اللہ علیہ) اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی" ۔

پس آپ کے سوا کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا۔ مبارک ہیں وہ جو لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہتے ہوئے آپ کے قدموں میں گرتے اور اپنی ترقیات کے لئے سامان مہیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتایا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عالم روحانی کا سورج

ہیں۔ اور پھر نجوم بھی ہیں۔ جو آپ سے روشنی لیکر دنیا کی راہنمائی کرتے ہیں اور ان نجوم کے علاوہ ایک چاند بھی ہے۔ جو سورج کا بروز اور اس کا عکس ہے۔ چاند میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ سورج کی خوبصورتی کا عکس لے کر آتا ہے۔ گویا اس میں جمالی پہلو غالب ہوتا ہے۔ اور سورج میں جلالی پہلو۔ بہر حال اس زمانہ میں جو اخلاق پیش کئے جا سکتے ہیں وہ اسی رنگ میں جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔ حضور نے اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ؂

احمدؐ اندر جانِ احمدؑ شد پدید

اسمِ من گردید آں اسمِ وحید

احباب جانتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ آخری زمانہ میں شیطان سے ایک عظیم الشان جنگ ہوگی جس میں

خدا کا پہلوان

غالب آئیگا۔ یہ جنگ راوی کے کنارے ہوئی۔ اور خدا کا رسول اس میں کامیاب ہوا۔ میری مراد اس جنگ سے

جلسۂ مہوتسو

ہے۔ جس میں تمام مذاہب کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون جو اسلام کے متعلق آپ نے پیش فرمایا تھا۔ بالا رہا پس اسلامی اخلاق کے متعلق ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اس کتاب کو پڑھیں جس کا نام "ٹیچنگز آف اسلام" ہے۔ میں خلاصۃً عرض کر دیتا ہوں۔ کہ میرے مولیٰ اور میرے آقا نے جو طریق ہم کو اخلاق سیکھنے کے متعلق بتایا ہے۔ وہ اگر ہم مدنظر رکھیں۔ تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقسیم اخلاق کرتے ہوئے بتایا ہے۔ کہ یاد رکھو انسان کی

تین اخلاقی حالتیں

ہوتی ہیں ایک طبعی دوسری اخلاقی۔ اور تیسری روحانی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارے جسم کے اندر جس قدر قویٰ اور طاقتیں مرکوز ہیں انہی طبعی طاقتوں کا مناسب موقعہ پر استعمال کرنا خُلق کہلاتا ہے۔ اور طبعی قویٰ کا نام خَلق ہے اور ان کو شاکلہ بھی کہا ہے۔ جیسا کہ فرمایا قل کل یعمل علی شاکلتہ یورپین لوگ کہتے ہیں۔ کہ

موالید ثلاثہ

یعنی حیوانات۔ نباتات اور جمادات میں سے حیوانات کو جو آزادی دی گئی ہے۔ اس میں انسان بھی شریک ہے۔ مگر انسان کو جو امتیاز بخشا گیا ہے۔ وہ عقل کا ہے۔ عقل کے معنی ہیں۔ روکنے والی چیز چونکہ انسان کے اندر عقل رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کے لئے حدود و قیود مقرر کئے گئے۔ اور اس کی آزادی عقل کے احاطہ کے اندر محدود کر دی گئی۔ یہی ضابطہ ہے۔ جو اصطلاحاً اخلاق کہلاتے ہیں۔

پس حقیقت خُلق تو اے خداداد یعنی خَلق کے مناسب موقعوں پر استعمال کرنے کا نام ہے۔ اس حقیقت کو نظر انداز کر کے پہلے مذاہب نے

افراط و تفریط

سے کام لیا۔ اور بعض نے کہدیا۔ کہ عورتوں سے جدا رہنا نیکی ہے۔ حالانکہ جب ایسی قوت انسان کے اندر موجود ہے۔ تو اس کا کلی ترک کر دینا خلق نہیں کہلا سکتا۔ پس اسلام نے ہم کو بتایا کہ خُلق کسے کہا جاتا ہے۔ برادران کرام! بات اکسان ہے اور ہر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ میرا آقا سب سے افضل ہے۔ کیونکہ یہ بات فطرت انسانی میں داخل ہے۔ کہ ہر انسان اپنے محبوب کو سراہتا ہے۔

بائیبل میں

جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ بیان کیا گیا ہے۔ وہاں اسی انداز سے کلام شروع کیا گیا ہے کہ:

" تیرے محبوب کو دوسرے محبوب کی نسبت کیا فضیلت ہے اے تو جو عورتوں میں جمیلہ ہے۔ تیرے محبوب کو دوسرے کے محبوب سے کیا فوقیت ہے۔ جو تو ہمیں ایسی قسم دیتی ہے"۔

اس نے جواب دیا۔ "میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا سر ایسا ہے جیسے چوکھا سونا۔ اس کی زلفیں پیچ در پیچ ہیں۔ اور کوّے کی سی کالی ہیں اس کی آنکھیں ان کبوتروں کی مانند ہیں۔ جو لب دریا دودھ میں نہا کے تمکنت سے بیٹھے ہیں۔ اس کے رخسارے پھولوں کے چمن اور بلسان کی ابھری ہوئی کیاری کی مانند ہیں۔ اس کے لب سوسن ہیں۔ جن سے بہتا ہوا مر ٹپکتا ہے۔ اس کے ہاتھ ایسے ہیں جیسے سونے کی کڑیاں جن میں ترسیس کے جواہر جڑے گئے۔ اس کا پیٹ ہاتھی دانت کا سا ہے۔ جس پر نیلم کے گل بنے ہوں اس کے پیر ایسے جیسے سنگ مرمر کے ستون جو سونے کے پایوں پر کھڑے کئے جائیں۔ اس کی قامت لبنان کی سی۔ وہ خوبی میں رشک سرو ہے۔ اس کا موہنہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا عشق انگیز (محمدیم) ہے

لے یروسلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔" (غزل الغزلات باب ۵)

پس میں کہتا ہوں۔

ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مزین

کرکے اللہ تعالےٰ نے جس انسان کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ وہ محمد مصطفےٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مگر محض اپنے پاک رسول کے متعلق یہ کہدینے سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہوسکتا بے شک تعریف سے مومنین کا ایمان بڑھایا جا سکتا ہے مگر دوسرے اس تعریف کے قائل نہیں ہوسکتے۔ ہم بتھر کے زمانہ میں نہیں کہ لوگ ہم سے دلائل نہ پوچھیں اور نہ ہم دعات کے زمانہ میں ہیں۔ بلکہ آج ہم ان لوگوں کے سامنے ہیں جو بات بات پر پوچھتے ہیں کہ اس کا ثبوت کیا ہے۔ پس آؤ اب ہم یہ دیکھیں کہ وہ پاک رسول۔ اور وہ انسانِ کامل آج دنیا کی ضروریات میں کس طرح راہبری کرتا ہے۔

سب سے

پہلی ضرورت

جو آج نہایت سختی کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے وہ حصول ایمان کی ہے۔ دنیا اس وقت بے ایمان ہو رہی ہے بجیروں کو جانے دو جو اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں ان کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ سے ملنے کی کوئی امید نہیں۔ پس میں کہتا ہوں میرا آقا اور میرا مولا وہی ہوگا جو مجھ گنہگار کو جس کی کشتی عصیان وطغیان کے سیلاب میں تھپیڑے کھا رہی ہے اطمینان دے۔ تسلی دے اور مجھے امید کا پیغام دیکر میری مردہ آرزوؤں کو زندہ کردے میرا ہادی وہ نہیں ہوسکتا جو مجھے آخری وقت چھوڑ دے یا وہ نہیں ہوسکتا۔ جس کی اپنی یہ حالت ہو کہ وہ کہے ایلی ایلی لما سبقتنی اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا سچے تو ایسا

آقا اور محبوب

چاہیئے جو مجھ مریض اور گنہگار کو آکر کہے کہ اگر تجھ پر مصائب کے پہاڑ بھی ٹوٹ پڑیں اگر کوہ ہمالہ کی طرح مشکلات کے سلسلہ ہائے کوہ سامنے آجائیں اگر چناب کی طرح چوڑے دریا تیرے سدِ راہ ہوں اور مشکلات کا سمندر تیرے رستہ میں حائل ہو۔ تب بھی تو مایوس مت ہو۔ بلکہ وہ مجھے یہ سبق دے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا۔

بتاؤ ایک مریض کے پاس کوئی ڈاکٹر آئے اور وہ اگر اسے کہے کہ تو اچھا نہیں ہوسکتا تو وہ اس ڈاکٹر سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں بلکہ وہ اسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھیگا اور کہے گا کہ مجھے تیرے علاج کی ضرورت نہیں اسی طرح مجھ

روحانی مریض

کو بھی ایسا ہی ڈاکٹر اور طبیب چاہیئے جو مجھے کہے۔ تو ایمان رکھ کہ تو اچھا ہو جائیگا تو ایمان رکھ اگر ساری دنیا بھی تیرا مقابلہ کریگی تو تو کامیاب ہوگا

میرے مولیٰ نے تو آج سے تیرہ سو برس پہلے دنیا کو یہ نمونہ اور عملی سبق سکھایا تھا۔ آج اس مولیٰ کا ایک غلام اور بروز دنیا میں آیا اور اس نے بھی آکر ہمیں اپنے نمونہ سے

امید کا پیغام دیا

اور اسے خدا نے کہا کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ زمین اور یہ آسمان گواہ ہے ہماری آنکھوں نے اس پاک رسول کے معجزات کو دیکھا۔ آپ جس زمانہ میں آئے خود مسلمان کہتے تھے کہ اب مسلمانوں کا کچھ نہیں رہا۔ اور وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتے۔ مگر آپ نے آکر بتایا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین دنیا پر غالب آکر رہے گا۔

پس پہلی بات جو اخلاق کے متعلق ہم دنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ایمان دنیا سے اڑ چکا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے پھر دنیا میں زندہ کیا اور لوگوں کے قلوب کو ایمان اور معرفت اور یقین سے معمور کردیا۔

اس کے بعد دوسرا پہلو یہ ہے کہ فرض کرو میں معلم ہوں بتاؤ وہ کون شخص ہے جو اس معاملہ میں میری رہنمائی کرسکے۔ اور کون مجھے معلم بن کر نمونہ کا سبق پڑھائیگا۔ اس علمی دنیا میں روز نئے نئے تغیر ہوتے رہتے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا آج کی تحقیقات کل روزگار کے ہاتھوں محفوظ رہ سکے یا کل کا علم آج کی تحقیقات کو غلط نہ ثابت کردے۔ پس مجھے وہ چاہیئے جس کے

علم میں کمال

ہو اور وہ خود بوسے اور کہے کہ میری کتاب ہر قسم کے نقائص سے منزہ شکوک و شبہات سے مبرا اور تمام صفات کی جامع ہے۔ مگر ایسا کس کتاب نے کہا اسی نے جسے میرا معلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لایا جس کے شروع میں آتا ہے الٓمٓ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ یقیناً یاد رکھو کہ اس میں کوئی کلام نہیں اور قطعاً اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں یا اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو ہلاکت کی راہوں پر چلائے۔

دنیا میں ہمیشہ

چار علتوں کے ماتحت

کوئی معلول ہوا کرتا ہے۔ علت فاعلی علت مادی علت صوری اور علت غائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ الٓمٓ ذالک الکتاب لا ریب فیہ میں اللہ تعالیٰ نے ان چاروں امور کو بالتوضیح بیان فرما دیا ہے۔

الٓمٓ میں

علتِ فاعلی

بتائی اور کہا کہ میں جو اللہ اور اس کتاب کا نازل کرنے والا ہوں اس امر کو خوب جانتا ہوں کہ یہ ایسی ایسی کتاب ہے۔ پس اس میں پہلی علت کا ذکر کیا۔

پھر ذالک الکتاب میں

علتِ مادی

بتائی اور بتایا کہ یہ ان تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے جس کے تم متلاشی ہو پس علت مادی بہترین ہدایتیں اور اچھی اچھی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کلام میں جمع فرما دیں۔

پھر فرمایا لاریب فیہ۔ اس کتاب میں شکوک وشبہات نہیں۔ اس جگہ

علتِ صوری

کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کا نقشہ اور ڈھانچہ ایسا ہے جس میں قطعاً کسی قسم کا کوئی نقص نہیں۔ پھر

علتِ غائی

بتائی اور کہا کہ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ ھدًی للمتقین یہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تڑپ رکھنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے۔ پس میرا معلم حقیقی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے۔

اس موقعہ پر بعض لوگوں کی طرف سے کہا جاسکتا ہے کہ معلم تو اور بھی ہوسکتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص کا کیا مطلب ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل

زندگی کے دو بڑے بڑے حصے

ہیں ایک وہ جس میں انسان کے پاس مال و دولت ہوتی ہے اور وہ دوسروں کو فوائد پہنچانے کے قابل ہوتا ہے اور ایک وہ حالت جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا اس صورت میں امکان ہوتا ہے کہ اس سے دوسروں کو کسی قسم کا نقصان پہنچے۔ اصطلاحاً ان اقسام کو ایصالِ خیر اور ترکِ شر کا نام دیا جاتا ہے۔

ترکِ شر کو قرآن مجید کی زبان میں احصان کہا جاتا ہے اور ایصالِ خیر کو احسان کہتے ہیں۔ گویا بعض اخلاق مصیبت کے وقت دکھائے جاتے ہیں اور بعض اخلاق راحت اور آرام کے موقعہ پر۔ بالکل ممکن ہے مجھ پر کوئی مصیبت کا وقت آئے اور ایک عیسائی میرے سامنے حضرت مسیح کا نمونہ رکھ دے اور کہدے کہ خداوند مسیح نے بہت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ دشمنوں نے انہیں ستایا دکھ دیا مارا

اور بالآخر صلیب پر کھینچا مگر انہوں نے صبر کیا اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دی کہ دشمنوں کو معاف کردو۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ نمونہ تو مسیح نے دکھا دیا۔ لیکن کیا کبھی حضرت مسیح کو یہ موقع بھی ملا کہ وہی دشمن جو آپ کی جان لینے کے متمنی تھے جو شبانہ روز آپ کو دکھ اور تکلیف پہنچایا کرتے تھے وہ آپ کے سامنے پیش ہوئے ہوں اور پھر انہوں نے طاقت در ہونے کے باوجود

عفو کا پہلو

اختیار کرکے مکمل نمونہ کا ثبوت دیا ہو۔ کبھی نہیں۔ پس یسوع مسیح ہمارے لئے کامل نمونہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن میرے مولیٰ کو یہ موقع حاصل ہوا اور ایک لمبا وقت آپ پر ایسا آیا کہ آپ کے بدترین دشمن آپ کے ایک اشارہ پر قتل کئے جا سکتے تھے مگر نہیں آپ نے اس موقعہ پر فرمایا لا تثریب علیکم الیوم۔ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ میں نے تم سب کو معاف کر دیا۔

پس اخلاق دکھانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہمارا اسوہ ایسا وجود ہو جو زندگی کے ہر دور میں سے گذرا ہو کیونکہ کچھ اخلاق مصیبت کے وقت کے ہوتے ہیں اور کچھ راحت کے اوقات کے۔ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زندگی کا ہر پہلو

دیکھ لو آپ ہر لحاظ سے کامل نمونہ ہیں۔ اے میدان جنگ میں جانے والو۔ تم اگر جانتے ہو کہ دشمن تم پر حملہ کرکے تمہارا ملک چھینا چاہتا ہے تو کیا تم اس وقت یسوع مسیح کی اس تعلیم کے مطابق کہ جو کوئی تیرا ایک کرتہ لینا چاہے اسے چوغہ بھی لے لینے دو۔ (متی $\frac{۵}{۴۰}$) دشمن سے یہ کہو گے کہ اس ایک ملک کی بجائے ہم تمہیں اپنا دوسرا ملک بھی دینے کے لئے طیار ہیں۔ یا اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرو گے۔ یقیناً ایسے وقت صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سپاہیوں کی راہنمائی کریں گے کیونکہ آپ گھمسان کی لڑائیوں میں بھی شریک ہوئے اور نہایت شجاعت اور دلیری سے دشمنوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔

پس میرا مولا ان لوگوں کے لئے بھی نمونہ ہے جو بعض دفعہ قیام امن کے لئے دشمن سے جنگ کرنے کے قائل ہوں۔

پھر خاوند کے لئے ایک نمونہ کی ضرورت ہے۔ بیوی کو ضرورت ہے کہ اسے کوئی بتائے کہ خاوند کے کیا حقوق ہیں۔ دولتمند اور سخی چاہتا ہے کہ اس کے لئے کوئی سخاوت میں نمونہ ہو پس ہر عقلمند انسان اگر سوچیگا تو اسے وہی نمونہ نظر آئیگا جس کی بیٹی کہ رہی ہے کہ ابا جان کا یہ نمونہ تھا اور جس کی بیوی کہ رہی ہے کہ خاوند کا یہ طرز عمل تھا اور جس کی نسبت معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ کے راستہ میں بلا دریغ اپنے اموال تقسیم فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی مال آجاتا تو آپ نہیں اٹھتے تھے جب تک اسے تقسیم نہ فرما لیتے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال آپ کی تعلیم اور آپ کا عملی نمونہ جو نہ صرف ایک شاخ میں ہے بلکہ

زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی

ہے۔ درحقیقت اتباع کے قابل ہے اور اگر ہم کامیاب ہوں گے تو اسی کے ذریعہ۔

پس اگر آپ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اسی طرح کر سکتے ہیں کہ آپ اپنے اخلاق اخلاق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ میں ڈھالیں۔ برادران کرام

سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک طرف یہ تعلیم ہے پھر آپ کی درد بھری دعائیں ہیں اور پھر آپ کا عملی نمونہ ہے ان پر غور کرنے سے صاف طور پر کھل جاتا ہے کہ بغیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق میں رنگین ہونیکے اور کوئی ذریعہ حصول اخلاق کا نہیں۔ جو امور

ترکِ شر

سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچائے جو سوسائٹی کو ایک رنگ میں متہم کرنے والی ہوں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر

جوان کے سامنے نمونہ

پیش کرنا ہو تو کس کا نمونہ پیش کیا جائے صرف اسی نوجوان کا جو مکہ میں رہتا تھا۔ کیا اس کی ابتدائی پچیس سالہ پاکیزہ زندگی ان عفیف نوجوانوں کی راہنمائی نہیں کرتی جو تجرد کی زندگی بسر کر رہے ہوں کیا کوئی شخص ہے جس نے آپ کی ابتدائی زندگی پر اعتراض کیا ہو۔ پس ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمونہ ہیں اور دوسری طرف قرآن انسان کی راہنمائی کرتا ہے جس نے کہ دیا ہے کہ مومن وہی ہیں جو اپنے تمام سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں اور بدی کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

یاد رکھو انسان اور حیوان میں امتیاز کرنے والی چیز صرف عقل ہے۔ اس عقل کی وجہ سے انسانی زندگی پر قیود عائد ہوتی ہیں ورنہ عقل نہ ہو تو کبھی ایسی قیود انسانوں پر نہ ہوں۔ ایک جانور اپنی شادی کے معاملہ میں کسی امتیاز کو روا نہیں رکھیگا۔ لیکن انسان ایسی جگہوں میں قدم رکھنے سے ہمیشہ بچتا ہے۔ پس پاک کتاب وہی کہلا سکتی ہے جو ایسے تمام قواعد کو احسن ترتیب سے بیان کرے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ کتاب قرآن شریف ہے۔ اور عملی نمونہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اقوال کے لحاظ سے

بزرگانِ دین

خصوصاً صوفیائے کرام نے بھی اخلاق کے حصول کو نہایت اہمیت دی ہے فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ اگر کوئی قاری ہے لیکن بدخلق اور بدخو ہے تو میں اس پر ایک فاسق شخص کو جو نیک خو اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور محبت رکھنے والا ہو ترجیح دونگا گویا فاسق نیک خو۔ بدخو قاری پر فضیلت رکھتا ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں میں ایک دن ایک شخص کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ وہ ہر شخص کو برا کہتا۔ اسے جو بھی راستہ میں ملتا اس کے ساتھ بداخلاقی سے معاملہ کرتا۔ جب وہ آپ سے علیحدہ ہو گیا تو آپ بہت روئے اور فرمایا۔ مجھے صدمہ ہے کہ وہ شخص مجھ سے تو علیحدہ ہو گیا مگر اس کی خوئے بد اس کے ساتھ ہی رہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص جب عالم برزخ میں داخل ہوا۔ تو بہشت اور اس کے درمیان پردہ لٹکا رہا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے اس پردے کو چاک کر دیا۔ پوچھا گیا کہ یہ کون شخص ہے جس نے پردہ اٹھایا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ اس شخص کے

نیک اخلاق

ہیں جو متمثل ہو کر آئے اور اسے جنت کا وارث بنا گئے رسول کریم سے ایک اور شخص نے پوچھا کہ دین کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نیک اخلاق پیدا کرنا اس نے پھر پوچھا۔ آپ نے یہی جواب دیا۔ اس نے سہ بارہ دریافت کیا تو بھی آپ نے یہی جواب دیا۔ آپ سے پوچھا گیا کونسا عمل خدا کے حضور زیادہ قریب کرنیوالا ہے آپ نے فرمایا

اچھے اخلاق

اور نصیحت کی کہ احسنوا اخلاقکم۔ اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ عدل کے موقعہ پر عدل اور غضب کے موقعہ پر غضب اسی کا نام خلق ہوتا ہے

صوفیاء کہتے ہیں

کہ اخلاق کیلئے چار چیزوں پر غلبہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ علم صحیح شہوت غضب اور عدل۔ علم کیلئے تین باتیں ضروری ہیں اول اعتقاد میں نیکی اور بدی میں امتیاز ہو سکے۔ دوم گفتار میں نیکی اور بدی کی تمیز ہو اور پھر کردار میں راستبازی اور استقامت حاصل ہو۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ شہوت جو سرکش گھوڑا ہے غضب جو شکاری کتے سے مشابہت رکھتا ہے ان دونوں کو اپنے قابو میں رکھا جائے اور عدل کو ان پر مسلط کیا جائے اور اس کا صحیح طریق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل متابعت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کی پیروی ہو۔

مجھے خوب یاد ہے۔ ایک غیر مسلم انسپکٹر مدارس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ملنے آیا۔ آپ اسے دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ اور اس کی تعظیم کی۔ یہی وہ اخلاق ہیں جو ہمارے اندر پیدا ہونے چاہئیں۔ مگر

خدا کا فرستادہ

مسیح ایک اور موقعہ پر جب لاہور کے سٹیشن پر لیکھرام نے سلام کیا۔ مونہہ پھیر لیتا ہے۔ اور جب باوجود اس کے بار بار سلام کہنے کے آپ جواب نہیں دیتے۔ اور بعض دوست آپ کو توجہ دلاتے ہیں۔ تو آپ نہایت غضبناک لہجہ میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے۔ اور مجھے آکر سلام کرتا ہے ؂

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہی بتایا ہے۔ کہ جو خُلق اپنے موقعہ اور محل پر استعمال ہو وہی خُلق کہلاتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کو معاف کرتے ہیں۔ اور خدا کا برگزیدہ مسیح بھی معاف کرتا ہے۔ مگر دوسرے وقت جب ایک اور خلق یعنے

غیرت کے اظہار کا موقعہ

آتا ہے۔ تو آپ سلام کا جواب تک نہیں دیتے ؂

مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ جب آریوں نے اپنے جلسہ میں ہماری جماعت کے معززین کے روبرو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیں۔ تو آپ ان پر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا۔ کیوں ہمارے دوست وہاں بیٹھے رہے۔ یہ بے غیرتی ہے۔ کہ ہم اپنے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق گالیاں سنیں مگر آپ کی

نرمی کی کیفیت

یہ تھی۔ کہ ایک دفعہ کسی نہایت قیمتی کتاب کا مسودہ بچوں نے پھاڑ دیا۔ مگر آپ کی جبین مبارک پر بل تک نہ آیا۔ اور فرمایا۔ اس میں اللہ تعالٰے کی مصلحت ہوگی۔ مسجد اقصیٰ میں ہمارے سامنے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نہایت گندی گالیاں دیں۔ مگر آپ برابر سنتے رہے۔ اور منع فرمایا۔ کہ کوئی اسے جواب نہ دے۔ آپ کے پاس گالیوں کے خطوط آتے مگر آپ نے پرواہ نہ کی۔ لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ تو آپ نے سخت جوش اور غیظ کا اظہار فرمایا۔ پس اپنی تمام طاقتوں کا جن میں عفو اور انتقام دونوں ہیں۔ اپنے موقعہ اور محل پر استعمال کرنا خلق کہلاتا ہے ؂

جب انسان اس

اسلامی تعلیم

پر عمل کر کے با اخلاق بن جاتا ہے۔ تو اس کے بعد اس پر ایک اور درجہ آتا ہے۔ اور خدا اور اس کے درمیان کا پردہ اٹھا دیا جاتا۔ وہ با اخلاق سے با خدا انسان بنتا ہے۔ اور با خدا انسان کے بعد خدا نما وجود ہو جاتا ہے۔ تب خدا کی تجلیات کا وہ محل بن جاتا ہے۔ اور زمین پر خلیفۃ اللہ کہلاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مسلم جب مسلم ہوتا ہے۔ تو وہ سورج کی طرح پر جلال پانی کی طرح فیاض اور زمین کی طرح بردبار ہوتا ہے۔ اس کے سامنے ہر وقت خدا کا مونہہ رہتا ہے۔ وہ گالیاں سنتا ہے۔ مگر گالیاں دینے والوں کو اپنی دعا سے محروم نہیں کرتا۔

احمدی جماعت

چونکہ اس مامور کی اتباع کرنیوالی ہے۔ جسے اللہ تعالٰے نے اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنیکے لئے بھیجا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم دنیا کے سامنے اپنے اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کریں

سنو! مسلمان کیوں گر گئے۔ اس کی صرف ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق اپنے اندر نہ لئے اور اس طرح لوگوں کی نظروں سے بالکل گر گئے۔ میں حج کے لئے جا رہا تھا۔ مجھے راستہ میں ایک مولوی صاحب ملے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں مسلمان نے فلاں کافر کو قتل کیا ہے۔ آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ میں نے کہا۔ اس نے خدا کے حکم کے خلاف کیا اس نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ پس اسلام کے نزدیک وہ خاطی ہے۔ یہ سنکر وہ کہنے لگا۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعب کو قتل کرنے کے لئے آدمی نہیں بھیجے تھے۔ میں نے کہا کہ بادشاہ کو اختیار ہوتا ہے۔ کہ کسی فتنہ پرداز شخص کو قتل کرائے۔ مگر تم قاضی ہو۔ نہ بادشاہ پس اگر تم ایسی حرکت کرتے ہو تو یہ صریح طور پر خلاف اسلام ہے۔ مگر وہ یہی کہتا رہا۔ کہ یہ صحیح نہیں کافروں کو مار دینا اور ان کے اموال کو لوٹ لینا بالکل جائز ہے۔

یاد رکھو! یہ اسلام کی تعلیم نہیں۔ نہ پہلے کبھی تھی۔ اور نہ اب ہے احمدیت اسی لئے قائم کی گئی ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیم پھر دنیا کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو

شہزادۂ امن

قرار دیا گیا ہے پس ہمارے اخلاق بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں جو اپنے اندر وہی اثرات رکھتے ہوں۔

میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایک شخص کا نام مسلم ہو جب وہ دوسروں سے ملے تو السلام علیکم کہے۔ اور اسے تعلیم یہ دی جائے۔ کہ وہ دوسروں کے لئے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے کرتے ہو۔ اور پھر اس کے دل میں یہ ناپاک خیال موجود رہے۔ کہ جو ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو۔ اسے قتل کر دینا چاہیئے۔ ہمارے مذہب کی ایسی تعلیم نہیں۔ اور نہ اسلام ایسا سکھاتا ہے۔ اگر ایک شخص کا نام رام چندر ہوتا۔ اور اسے سورج روشنی نہ دیتا۔ یا مسٹر مارٹن کو ہوا نہ پہنچتی تو میں سمجھتا کہ خدا اپنے سلوک میں ہاں اس سلوک میں جو اس کا دنیا سے تعلق رکھتا ہے کافر و مومن میں فرق کرتا ہے لیکن جب ایسا نہیں۔ تو مومن تو

خدا کا خلیفہ

ہوتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اللہ تعالٰے کی صفات اپنے اندر پیدا کرے۔ اور وہ خدا کا اسی رنگ میں ہمرنگ ہو سکتا ہے۔ کہ بنی نوع سے جیسے خدا سلوک کرتا ہے۔ ویسا ہی وہ بھی کرے۔

پس دوستو اگر فتوحات ہونگی۔ تو

اخلاقِ محمدی

سے ہوں گی۔ مسیح پاک کے نمونہ سے ہوں گی ایمان مصطفیٰ پیدا کرنے سے ہوں گی۔

اصولی طور پر

اخلاق کے لئے ان امور کو یاد رکھو۔ کہ کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ بزرگانِ دین کی صحبت میں رہو۔ رسول اللہ کے سچے متبعین کا نمونہ دیکھو۔ قادیان سے تعلق مضبوط کرو۔ یہاں آؤ۔ اور بار بار آؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام دنیا سے چلے گئے۔ مگر اب آپکا اولوالعزم بیٹا ہمارے سامنے ہے جسے خدا نے حسن و احسان میں اس کا نظیر قرار دیا پس آپ کے فیوض سے مستفیض ہونیکی کوشش کرو قرآن و حدیث پڑھو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عامل ہو کر بہتر اخلاق پیدا کرو اور خدا کے مسیح موعود کی کشتی میں سوار ہو جاؤ اور یقین رکھو کہ کامیابی ہماری ہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ؂ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

گاندھی جی کی گرفتاری پر جموں کے ہندوؤں کی ہڑتال

جموں۔ ۴ر جنوری ۱۹۳۲ء معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی کی گرفتاری کا تار بارہ بجے ہندو یوک سبھا جموں کے نام ملنا تھا جسکے پہنچتے ہی ہندو والنٹیر بجلی کی طرح شہر میں پھر گئے۔ اور آناً فاناً ہندوؤں نے مکمل ہڑتال کر دی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کشمیر کے ہندو علی الاعلان کانگرس کی حمایت کر رہے ہیں ؂

جموں پولیس کی معصوم آزاری

جموں ۴ر جنوری۔ یکم جنوری کو گورنر جموں اور جموں پولیس نے جب ۱۱ معصوم بچوں کو زد و کوب کرنیکے بعد گرفتار کیا۔ تو اسوقت ایک ۵ سالہ لڑکا پولیس کے ریلے سے نالی میں گر پڑا جب پولیس بچوں کو گرفتار کر کے لے گئی۔ تو مسمی پیر بخش بانڈمی نے اپنے لڑکے کو تلاش کرنا شروع کیا۔ کیونکہ اس کا لڑکا گرفتار شدگان میں نہ تھا۔ دو گھنٹے کی تلاشی کے بعد لڑکے کو نالی میں بیہوشی کی حالت میں پایا۔ لڑکے کو کافی چوٹیں آئی ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جموں پولیس نے معصوم بچوں پر کس قدر ظلم کیا

24

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا گورنمنٹ میں رجسٹرڈ ہے۔ کارکن احمدی ہیں

سردی کا موسم آگیا ہے۔ امریکن سیکنڈ ہینڈ مستعمل اکوٹوں کی سربند گانٹھیں منگوا کر فروخت کرنے والا بیوپاری صرف موسم سرما میں سال بھر کی روزی پیدا کر سکتا ہے جلد منگواؤ۔ فروخت کرو۔ اور فائدہ اٹھاؤ۔ ہر حصہ ملک سے آرڈر آرہے ہیں۔*

نرخ حسب ذیل ہیں۔ کرایہ مال گاڑی ہم دیں گے۔

قسم کوٹ	تعداد فی گٹھڑی	قیمت درجہ اول	قیمت درجہ دوم
مردانہ ہاف کوٹ	۱۰۰ عدد	۱۹۵—۰—۰	۱۵۰—۰—۰
مردانہ اوورکوٹ	۵۰ عدد	۱۸۰—۰—۰	۱۴۰—۰—۰
جینٹس مردانہ کوٹ	۵۰ عدد	۱۲۵—۰—۰	۹۰—۰—۰
واسکٹ	۳۰۰ عدد	۱۱۲۵—۰—۰	۱۰۵—۰—۰
واسکٹ لڑکوں کے	۳۰۰ "	۹۵—۰—۰	۸۵—۰—۰
لڑکوں کے اوورکوٹ	۶۰ "	۱۲۰—۰—۰	۸۵—۰—۰

درجہ سوم کا کم قیمت مال بھی ہے۔ لیڈی کوٹ۔ فراک کوٹ۔ فوجی کوٹ۔ کمبل گرم چادر ہر قسم موجود ہیں جلد آرڈر بھیجئے۔ سردی شروع ہو گئی ہے خط و کتابت میں وقت اور موسم ضائع نہ کیجئے۔ آرڈر کے ہمراہ چہارم رقم پیشگی آنی چاہیئے۔*

امریکن کمرشل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱ — ہمارا تار کا پتہ رجسٹری شدہ تار کا پتہ: amrecom Bombay

---

رجسٹرڈ

پیلی بھیت کیوں مشہور ہے

رجسٹرڈ

اس لئے کہ وہاں سے ببلب اینڈ سنز پیلی بھیت کی ایک مشہور دوا ہیرا ہن کی روغن کرامات دنیا میں پہنچتی ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اور انگریز جس کی قدر کرتے ہیں۔

ببلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا ایجاد کردہ روغن کرامات

نیسٹ ہیراہن

کان بہنے اور طرح طرح کی آوازیں ہونے اور کان کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بیماری کی ایک خاص سخت دوا ہے قیمت فی شیشی ۱عہ جن صاحبان کو اعتبار نہ ہو وہ خود پیلی بھیت تشریف لاکر علاج کرا سکتے ہیں۔ دھوکہ دینے والے مکار ٹھگوں اور جعلساز۔ نقالوں سے بچنا آپ کا فرض ہے* ہمارا پتہ یہ ہے۔

کان کی دوا ببلب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکسیر تسہیل ولادت مستورات کے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے بلا تامل منگاؤ۔ اور اس کے خداداد اثر کا مشاہدہ کرو کہ کس طرح ولادت کی اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔

قیمت معہ محصولڈاک ۱عہ۔ ملنے کا پتہ

مینیجر شفاخانہ دلپذیر کسلانوالی ضلع سرگودھا

احمدیہ پریس امرتسر

میں لکھائی چھپائی کا کام نہایت عمدہ اور با رعایت ہوتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔

محمد شفیع احمدی

مالک احمدیہ پریس امرتسر

فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرماویں انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ۳/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔*

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیس اول درجہ فی عدد سے

" " " " دوم	"
" رنگین سرخ و سبز درجہ اول	"
" نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی	"
" " " دوم " یکطرفہ	"
" " " سوم "	"
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۵	" ۱۲
ہاکی سٹکس لیدر سیون اول درجہ رگیدار عمدہ قسم	"
" لیدر بونڈ اول درجہ عمدہ قسم	"
بال سفید چمڑہ اول درجہ	"
" سوم پاپولر	"

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

عید آگئی — عید آگئی

دنیا بھر میں پیتل کی بہترین مشین سیویاں نکل پلیٹڈ

مشین سیویاں کی دیگر قسموں ناموں اور قیمتوں کے تفصیلی حالات معلوم کرنے نیز زراعتی آلات و دیگر مشینری منگاتے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے۔*

ایم اے رشید اینڈ سنز موجد مشین سیویاں بٹالہ (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سال نو کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے مہاراجہ بیکانیر نے کہا۔ بعض ہندو جماعتیں اسلامی ریاستوں کے خلاف کشمیر کا انتقام لینے کی غرض سے فتنہ انگیزی کا ارادہ کر رہی ہیں۔ میرے نزدیک اس حرکت پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

۳ر جنوری کو الہ آباد میں رائے صاحب رام چرن ایم۔ ایل۔ سی کی صدارت میں اچھوتوں کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کے رو سے اس میثاق کی تائید کی گئی۔ جو اچھوتوں اور دیگر اقلیتوں کے درمیان لندن میں مرتب کیا گیا تھا۔

گورنمنٹ گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ کشمیر آرڈیننس کی میعاد ۴ر جنوری کو ختم ہو گئی تھی۔ مزید چار ماہ کے لئے نافذ کر دیا گیا ہے۔

چیف کمشنر صوبہ سرحد نے ایک غیر معمولی گزٹ شائع کیا ہے۔ جس میں ضلع پشاور کے قریباً ایک درجن دیہات پر اس وجہ سے تاوان لگایا گیا ہے۔ کہ وہاں ایسے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جن میں باوردی رضاکار شامل ہوتے ہیں۔

۴ر جنوری کو الہ آباد میں پنڈت جواہر لال نہرو کو دو سال قید اور پانصد روپیہ جرمانہ یا مزید تین ماہ قید کا حکم سنایا گیا۔ کیونکہ آپ امتناعی احکام کے باوجود الہ آباد میونسپل حدود سے باہر گئے تھے۔ اسی جرم میں مسٹر شروانی کو چھ ماہ قید اور ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ یا مزید تین ماہ قید کی سزا ہوئی۔

۵ جنوری کو گورنر پنجاب نے پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی۔ لاہور و امرتسر ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹیاں۔ نیز سٹی کانگرس کمیٹی امرتسر کو خلاف قانون قرار دے دیا ہے۔ اور صوبہ میں پکٹنگ آرڈیننس کے نفاذ کا بھی اعلان کر دیا ہے۔

سردار پٹیل نے اپنی جگہ بابو راجندر پرشاد کو صدر مقرر کیا تھا۔ مگر ۵ر جنوری کو انہیں بھی پٹنہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کی جگہ ڈاکٹر انصاری کو دی گئی ہے۔ اسی شام ڈاکٹر صاحب کے مکان کی تلاشی ہوئی۔

میسرز ٹرنر مارلین اینڈ کمپنی لمیٹڈ نے حجاج بیت اللہ کے لئے ماہ رمضان کے بعد بفصلہ ذیل جہازوں کی روانگی کا اعلان کیا ہے۔ بندرگاہ بمبئی سے ایس۔ ایس "رحمانی" یا دوسرا اسٹیمر بمبئی سے براہ راست جدہ کو زیادہ سے زیادہ ۲۲ فروری ۱۹۳۲ء تک۔ بندرگاہ کلکتہ سے ایس ایس "رضوانی" یا دوسرا اسٹیمر کلکتہ سے براہ راست جدہ کو زیادہ سے زیادہ ۲۰ فروری تک۔ حجاج کا پہلا جہاز ایس۔ ایس خسرو بمبئی سے ۷ جنوری تک اور کراچی سے ۱۲ جنوری تک روانہ ہو جائیگا۔

کیمل پور ۲ جنوری۔ جدید آرڈیننس کے رو سے مندرجہ ذیل اخبارات کا داخلہ صوبہ سرحد میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ خیبر راولپنڈی۔ زمیندار لاہور۔ پرتاپ لاہور۔ بندے ماترم لاہور۔ ملاپ لاہور۔ ویر بھارت لاہور۔ اکالی اردو امرتسر۔ اکالی تے پردیسی امرتسر۔ کیرتی امرتسر۔ کسان مزدور امرتسر۔ اصلی قومی درد امرتسر۔ آزاد اکالی امرتسر۔ لبرٹی کلکتہ۔ امرت بازار پتریکا کلکتہ۔ انند بازار پتریکا کلکتہ۔ بمبئی کرانیکل۔

میاں سر محمد شفیع ایک ہفتہ سے نمونیہ کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر بریلسن پرنسپل میڈیکل کالج اور کرنل سوڈھی سول سرجن لاہور سرگرمی سے علاج کر رہے ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت بخشے۔

جموں ۴ جنوری۔ سردار گوہر رحمٰن خان ڈکٹیٹر صوبہ جموں کو جنہیں میرپور سے گرفتار کر کے جموں لایا گیا۔ کٹھوعہ جیل (صوبہ جموں) میں منتقل کر دیا گیا ہے چونکہ حکام متعلقہ ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا رہے ہیں اس لئے انہوں نے بھوک ہڑتال کر دی ہے۔

دہلی ۵ جنوری۔ آج مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ پولیس مولوی صاحب کی غیر حاضری میں مکان پر پہنچی۔ تلاشی کا سلسلہ تین گھنٹہ تک جاری رہا۔ پولیس نے چند فتوے اپنے قبضے میں کر لئے۔ ان فتووں کا تعلق کانگرس کی تحریک کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ گذشتہ سول نافرمانی کے دور میں یہ فتویٰ مرتب کیا گیا تھا۔

کلکتہ ۵ جنوری۔ خلاف قانون انجمنوں والے آرڈیننسوں کی دفعہ ۳ کی شق اول کے ماتحت گورنر باجلاس کونسل کو جو اختیارات ملے ہیں ان کی رو سے گورنر باجلاس کونسل بنگال نے کلکتہ کی ۵۴ ایسوسی ایشنوں کو جن میں بنگال صوبہ کانگرس کمیٹی۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی وارڈ کمیٹیاں نوجوانوں کی انجمنیں سٹوڈنٹ ایسوسی ایشنیں۔ پکٹنگ بورڈ والنٹیر کورپس اور عورتوں کی کمیٹیاں بھی شامل ہیں۔ خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔

لاہور ۴ جنوری۔ ڈاکٹر ولایت سنگھ چوپڑہ اور بشمبر داس کو گلشن میڈیکل ہال کے سلسلہ میں ایجنٹوں سے ضمانت لے کر واپس نہ کرنے کے جرم میں تین تین سال قید بامشقت اور پانچ پانچ سو جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ آج مسٹر واکر سشن جج لاہور نے دونوں کو بری کرتے ہوئے لکھا کہ یہ کوئی جرم نہیں۔

سری نگر ۵ر جنوری۔ سرکاری طور پر تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ بیرونجات میں دو سرکاری ریسٹ ہاؤس جلا دیئے گئے ہیں۔ اور ٹرال میں کانی سنگھ مندر سے مسلمان کچھ بت اور بعض اشیاء اٹھا کر لے گئے ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت ریلوے آفیسرز سٹاف کالج ڈیرہ دون کو جلد بند کر دے گی۔ اور محکمہ ریل کے افسروں کی تعلیم دینے کے لئے سکول کھولیگی۔

دہلی ۵ جنوری۔ نواب اسمٰعیل خان اور مولانا شاہ مسعود احمد جو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کے صدر و سکرٹری ہیں۔ اپنے عہدوں سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اور کانفرنس کی مجلس عاملہ نے ان کے استعفے منظور کر لئے ہیں۔ ان کا خیال تھا۔ کہ کانفرنس کانگرسی تحریک کے لئے روک ثابت نہ ہو اور مسلمانوں کو اجازت دی جائے کہ جس طرح مناسب سمجھیں عمل کریں۔ اجلاس نے صدر اور سکرٹری کے مشورے کو نامنظور کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس کا آئندہ اجلاس لاہور میں منعقد کیا جائے گا۔

نیو دہلی ۶ جنوری۔ آج صبح سے ڈاکٹر انصاری کے مکان پر پولیس کا پہرہ بیٹھا ہوا ہے۔ ڈاکٹر جی کے مکان پر آنے جانے والوں کی تلاشی لی جاتی ہے۔

نیو دہلی ۶ جنوری۔ حکومت ہند نے صوبجاتی حکومتوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اخبارات کو سول نافرمانی کا پروگرام شائع کرنے کے خلاف تنبیہ کر دیں۔ جو اخبار سول نافرمانی کا پروگرام شائع کریں گے۔ وہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۷ کے ماتحت قابل مواخذہ ہوں گے۔

الہ آباد ۶ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ سر تیج بہادر سپرو کو لارڈ ولنگڈن کی طرف سے دعوت آئی ہے کہ وہ ان سے ملیں۔ یہ بھی یقین کیا جاتا ہے۔ کہ دیگر اور کئی بڑے بڑے آدمیوں کو لارڈ ولنگڈن نے بلایا ہے۔

بمبئی ۶ جنوری۔ آج پٹیل سابق صدر اسمبلی۔ مسٹر نارمین سر منشی۔ شریمتی منشی عبداللہ صاحب بریلوی اور

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔